

رویتِ ہلال اور قمری مہینے

سلیم الحق صدیقی

اس موضوع پر دو مضامین فکر و نظر کے کنٹینر شماروں میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان مضامین کے مطالعہ کے بعد یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلے کو علمِ ہیت کی روشنی میں صحیح طور پر سمجھا جائے۔ تاکہ رویتِ ہلال کے نہایت اہم دینی مسئلہ کو سائنٹیفک طور پر طے کیا جاسکے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام میں قمری مہینوں کے حساب کو اتنا سہل کر دیا گیا ہے کہ ایک عام آدمی بھی ہلال دیکھ کر تاریخ کا تعین کر سکتا ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب کہ ذرائع آمد و رفت مفقود تھے، وسیع و عریض علاقوں میں پھیلی ہوئی آبادی، دور دراز شہروں، نخلستانوں اور خالیہ بدوش قبائل کا آپس میں رابطہ پیدا کرنا دشوار تھا، عیدین، ماہِ صیام اور دیگر اہم تاریخوں کے تعین کا سہل اور بہترین طریقہ رویتِ ہلال ہی تھا۔ اور آج بھی شریعت کا یہ اصول ہر لحاظ سے قابلِ عمل، انسان اور سائنٹیفک ہے، جس میں کسی قسم کے رد و بدل کی نہ تو کوئی ضرورت ہے نہ گنجائش، اور نہ اس کو توڑنا ممکن ہے۔ جس طرح ہر ملک کی اپنی اپنی ٹائم زون ہوتی ہیں اور ہر ملک کے فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات میں کئی کئی گھنٹوں کا فرق ہوتا ہے جو بالکل قدرتی ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک میں قمری مہینوں کے دنوں میں فرق بھی قدرتی ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ چاند زمین کے گرد اپنی گردش ایک رویتِ ہلال سے لے کر دوسرے رویتِ ہلال تک پورے ۲۹ دن ۱۲ گھنٹے ۴۴ منٹ اور ۴ سیکنڈ میں پوری کرتا ہے۔ یعنی تقریباً ساڑھے اسی دنوں کا

ایک قمری ماہ ہوتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں قمری مہینہ کبھی تیس دن اور کبھی اسی دن کا شمار کرنا پڑتا ہے۔ ایک قمری سال میں $\frac{1}{4}$ دن کے حساب سے ۳۵۴ دن شمار کئے جاتے ہیں۔ جو شمسی سال سے گیارہ دن کم ہیں۔ چوالیس منٹ اور پانچ سیکنڈ کی کمی پوری کرنے کے لئے تیسرے سال ایک قمری سال کیسے (leap year) شمار کیا جاتا ہے۔ اور اس سال ۳۵۵ دن شمار ہوتے ہیں۔ اور عموماً سال کے آخری مہینے یعنی ذی الحجہ میں ایک دن بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس حساب کے مطابق ۳۵۴ دن پورے کرنے کے لئے ایک قمری سال میں چھ ماہ تیس دن کے اور چھ ماہ اسی دن کے لازمی طور پر ہونے چاہئیں۔ چاند کا ایک دوسرا اصول یہ ہے کہ وہ زمین کے گرد گول دائرہ بنا کر نہیں گھومتا، بلکہ ناشپاتی کی طرح ایک مخروطی اور ترجھا دائرہ بناتا ہے، اس کے علاوہ عرض بلد اور طول بلد کے فرق سے بھی مختلف شہروں میں مختلف اوقات میں چاند نظر آتا ہے۔ مثلاً کراچی کا عرض بلد تقریباً ۲۵ ڈگری ہے تو پشاور کا عرض بلد ۳۴ ڈگری ہے۔ یعنی پشاور کراچی کے شمال میں تقریباً نو ڈگری کے فاصلے پر واقع ہے، زمین چونکہ گول ہے، اس لئے جب پشاور میں چاند نظر آتا ہے ٹھیک اسی وقت کراچی کے افق پر نہیں ابھرتا کیونکہ کراچی پشاور سے کافی جنوب میں واقع ہے اور اگلے روز جب کہ چاند پشاور کے افق پر چند ڈگری اور بلند ہو چکا ہے تو کراچی میں نظر آجاتا ہے۔ زمین کی محوری گردش ہلال کو جلد غروب ہوجانے پر مجبور کر دیتی ہے اسی طرح کراچی اور مدینہ منورہ کا عرض بلد تقریباً ایک ہے۔ لیکن طول بلد میں ۲۷ ڈگری کا فرق ہے۔ اگر مدینہ منورہ میں چاند کسی شام کو نظر آئے تو اس وقت کراچی میں کافی رات ہو چکی ہوگی، اور زمین کے گول ہونے کی وجہ سے کراچی کے افق پر چاند نہیں ابھرے گا۔ اس لئے آئندہ چوبیس گھنٹے کے بعد جب غروب آفتاب ہوگا تو کراچی میں چاند نظر آئے گا۔ بالکل اس طرح کہ ہلال کامل میں جب مغرب ہوگا۔

ڈیٹ لائن غور کرتے ہیں تو ان کو اپنے کینڈلر کی تاریخ ایک دن آگے یا پیچھے کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ کراچی میں اگر دو تاریخ ہے تو کھلے فورنیا میں یکم ہوگی۔ یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ چاند کا ساڑھے اتنیس دن کا چکر بھی چوبیس گھنٹوں کا فرق پیدا کر دیتا ہے۔ لہذا اگر ایک ملک میں متواتر دو دن عید ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ علم ہیئت کی روشنی میں بھی اگر حساب لگایا جائے تو مختلف ممالک میں اور ایک ملک کے مختلف شہروں میں بھی فرق واقع ہو سکتا ہے۔ لہذا اگر پشاور والے کراچی والوں سے ایک دن بیشتر عید بنا لیتے ہیں تو اس میں کوئی فکر کی بات نہیں۔ جہاں تک رویتِ ہلال کی سطح کا تعلق ہے قابل اعتبار اشخاص کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ بعض اوقات ۲۹ کا چاند اتنا باریک ہوتا ہے کہ تیز نظر والے ہی اسے دیکھ پاتے ہیں۔ غرض یہ کہ رویتِ ہلال کا انحصار طول بلد، عرض بلد، گردشِ ارض، موسم اور بعض دوسرے وجوہ پر ہوتا ہے۔ لہذا یہ رائے کہ تمام اسلامی ممالک کی قمری تاریخ ایک ہو درست نہیں ہے۔ کیونکہ ایک دن کا فرق تو لازمی ہے۔

اور نہ علم ہیئت کی رو سے ایک ہی تاریخ ہونا ممکن ہے، اس لئے رویتِ ہلال کا بہترین اصول وہی ہے جس کا شریعت نے تعین کر دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ چاند دیکھ کر سہینے کی ابتداء کی جائے اور چاند لازمی طور پر قمری سہینے کی ۲۹ یا ۳۰ تاریخ کو نظر آ ہی جاتا ہے۔ لہذا ایک دن کے فرق کو غیر ضروری اہمیت دے کر ایک مسئلہ بنا دینا صحیح نہیں ہے۔

ہمارے ملک میں یہ قسمتی ہے چاند کے سہینوں کا صحیح طور پر حساب کرنا شاید بہت ہی کم لوگ جانتے ہوں، ہمارے اسلامی کینڈلر شائع کرنے والے ادارے اکثر غلط کینڈلر شائع کرتے ہیں۔ بعض کینڈلروں میں اگر باوجود قمری سہینوں کے دن جوڑے جائیں تو ۳۰۳ دن بنتے ہیں جو لازمی طور پر

۳۰۴۰ ہونے چاہئیں۔ جب قمری لیپ سال ہوتا ہے تو کوئی کلینڈر ۳۰۰۰ دن نہیں دکھاتا جو بہت بڑی غلطی ہے۔ ہماری رویت ہلال کمیٹیاں عیدین اور رمضان شریف کے چاند کے علاوہ اور کسی سہینے میں رویت ہلال پر توجہ نہیں دیتیں۔ جس سے حج کی صحیح تاریخوں میں گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ سعودی عرب کی حکومت اس قسم کی کبھی غلطی نہیں کرتی۔ اور وہاں پر حج ہمیشہ صحیح تاریخ پر ہوتا ہے، جہاں ماہرین حج کسی تاریخ کا تعین رویت ہلال اور فلکیاتی حساب دونوں کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔ اور لیپ سال کا بھی خیال رکھا جاتا ہے، اس کے برعکس ہمارے ملک میں حساب نہ رکھنے کی بنا پر ہماری اور مکہ معظمہ کی حج کی تاریخوں میں اکثر ایک دن کی بجائے دو دن کا فرق پڑ جاتا ہے۔

علم ہیئت کی رو سے یہ تجویز زیادہ سوزوں ہو گی کہ ہم پاکستان کو دو حلقوں میں ٹائم زون کی طرح تقسیم کر دیں، اور دونوں حلقوں میں رویت ہلال کا حساب الگ الگ رکھیں، اور اگر دونوں حلقوں میں عید الگ الگ دنوں میں پڑتی ہے تو پیچ و پکار نہ کریں بلکہ ایک دن کی کمی کو حساب کتاب کے ذریعہ آئندہ پورا کر لیں جو عین ممکن ہے۔ پاکستان کی حد تک تو یہ ٹھیک ہے، لیکن ساری دنیائے اسلام کے لئے ایک قمری تاریخ مقرر کرنا غالباً ممکن نہیں اس میں گردش ارض جہاں فرق ڈال دیتی ہے وہاں ۲۹ ۱/۲ دن چوالیس منٹ پانچ سیکنڈ کا قمری چکر بھی فرق کو بہت وسیع کر دیتا ہے، لہذا ضرورت ہے کہ ہم اپنے اسلامی کلینڈر کو علم ہیئت کی روشنی میں مرتب کریں جس میں قمری سال کے دنوں کا اندراج صحیح طریقہ پر کیا گیا ہو، اس طرح رویت ہلال کا مسئلہ پاکستان میں بڑی حد تک حل ہو سکے گا۔